مولانا اعزاز الحق شمس نقشبندی
خانقاہ شمسیہ شاہ منصور (صوابی)

عالم اسلام کا عظیم سرمایہ

اکابر کے نورِ نظر

پہلی ملاقات تو یاد نہیں کہ کب اور کہاں ہوئی البتہ اتنا یاد ہے کہ ہمارے بچپن کے زمانہ میں آپ شاہ منصور میں منعقدہ دینی اجتماعات میں تشریف لاتے تھے اور خصوصی بیان بھی آپ ہی کا ہوا کرتا تھا اکابر کے نور نظر تھے اور اصاغر کے استاذ اور راہنما تھے صحیح معنوں میں بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف تھے فصیح اور بلیغ تھے آواز میں سوز اور درد تھا، سینہ معرفت الٰہی سے بھرا ہوا تھا امت مسلمہ کی حالت زار پر خون کے آنسو روتے عالم اسلام کے مجاہدین کے رہنما اور سرخیل بھی تھے اور خود بھی عظیم مجاہد تھے بندہ فقیر نے حضرت کی کوئی ایسی تقریر آج تک نہیں سنی جس میں مجاہدین کا تذکرہ اور خصوصا افغانستان کے طالبان ذکر نہ ہوان کی زبان کی فصاحت اور لہجہ کی حلاوت کا اتنا مزہ ہوتا کہ قلم اسکی کیفیت لکھنے سے عاجز ہے، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تو دل میں عشق نبوی علی صاحبها الف الف صلوٰۃ وتحیۃ موجزن ہوتا ،صحابہ کرامؓ کے جہاد کے واقعات بیان فرماتے تو صدق اور علم وعمل کے ان جانثاروں کے قافلے گویا نظروں کے سامنے چلتے پھرتے نظر آتے تھے تابعین کے احوال واوصاف بیان فرماتے تو تقویٰ وللّٰہیت اور تواضع وانابت کے وہ فرشتہ صفت اور مجسم تقویٰ صورتیں آنکھوں کے سامنے آجائیں اور خیال وفکر کے دروازے کھل جاتے تھے ،دل ودماغ معطر ہوجاتے ہر سامع ماضی کی خوبصورت یادوں میں ڈوبے حضرت الاستاذ شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کے فصیح وبلیغ اور دل سوز لب ولہجے سے محظوظ اور مستفید ہوتا تھا فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

حسن وکمال کا سنگم

دل تو بہت کچھ حضرت الاستاذ کے حوالے سے لکھنے کو چاہتا ہے لیکن کیا کرے بندہ لکھنے لکھانے کے فن سے کماحقہ شناسا نہیں ہے،اور پھر اپنے وقت کی اتنی عظیم جامع الکمالات ہستی پر قلم اٹھانا کوئی آسان کام نہیں لیکن پھر بھی خریداران یوسف میں شامل ہونے کے مصداق اور حضرت کے روحانی فرزند ہونے کے ناطے اپنے مشفق استاذ مربی اپنے دور کے عظیم مفسر،محدث مجاہد مبلغ ترجمان ملت پر چند سطور لکھنے کیلئے بہانہ ڈھونڈتا ہوں،شکل وصورت کو یاد

کرتا ہوں تو حسین وجمیل بارعب کتابی چہرہ بادہ علم وعرفان اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرور سے لبریز روشن اور بینا آنکھیں، سرخی مائل گندمی رنگ، مناسب قد وقامت، حلم وقار اور اخلاق نبوی علیٰ صاحبھا ألف ألف صلوٰۃ وتحیۃ سے مزین شخصیت کسی کو ان سے آنکھ ملانے کی سکت نہ ہوتی اور جو کوئی ایک بار حضرت الاستاد کو دیکھ لیتے تو ایک ہی نظر میں دیکھنے والے کی نظروں میں محبوب بن جائے۔

چند خوشگوار یادیں

وہ پیار سے بھرے پیارے استاد تھے اور ہر کسی سے پیار ومحبت سے پیش آتے اپنے اساتذہ کے حالات بیان فرماتے تو آنکھیں پرنم ہوجاتیں اور آواز گلوگیر ہوجاتی، انتہائی احترام سے اپنے اساتذہ اور اکابر کا تذکرہ فرماتے بندہ فقیر نے ۱۹۹۷ء میں حضرت سے دورہ تفسیر پڑھا عربی رسم الخط والا چھوٹے سائز کا قرآن مجید حضرت الاستاذ کے ہاتھوں میں ہوتا اور اس بیاض مصحف سے ترجمہ وتفسیر فرماتے اور قرآنی علوم ومعارف کو عجب محققانہ اور منفرد انداز میں بیان فرماتے الحمد للہ آپ کے انداز بیان اور انداز تحریر کی تھوڑی سی جھلک قارئین کرام تفسیر سورۃ کہف اور تفسیر حسن بصریؒ میں ملاحظہ کرسکتے ہیں حضرت اپنی ذات میں ایک انجمن تھے بیک وقت ایک محقق، مفسر، مورخ، مصنف اور عملی مجاہد تھے آپ کا اصل میدان تعلیم وتدریس تھا آپ کے لطائف ونکات اور عجیب واقعات بندہ کے ذہن پر نقش کالحجر ہیں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے واقعہ میں بیان فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ دریائے نیل میں ایک بحری جہاز محو سفر تھا کہ جہاز میں سوار کسی مسافر کے ہاتھوں ایک مچھلی آئی وہ مچھلی عجیب الخلقت تھی اس کے جسم کی ایک طرف کا حصہ بالکل خالی تھا تاہم وہ خالی حصہ پوست سے آراستہ تھا جہاز کا کپتان جو ایک غیر مسلم تھا، اس نے اصل وجہ جاننے کے لئے تحقیق شروع کی اس سلسلے میں اسکی ملاقات وہاں ایک مقامی عالم سے ہوئی اسے سارا ماجرا سنایا اور مچھلی دکھائی اس عالم نے بتایا کہ یہ مچھلی زندہ ہوکر دریا میں چلی گئی تھی اور اسی طرح وہ کھایا ہوا حصہ اب تک اس کی نسل میں کم چلا آرہا ہے سبحان اللہ۔

بعض تفسیری نکات

۱۹۹۸ء کے دورہ تفسیر میں مقدمہ القرآن کے بعد جب حضرت الاستاد نے سورۃ فاتحہ کا افتتاح فرمایا تو اس جملہ کے ساتھ آغاز فرمایا کہ اس سورت کو سورۃ فاتحہ کہتے ہیں اسلئے کہ اس سے قرآن کا افتتاح ہوا ہے اور بھی بہت سے نام ہیں سورتوں کے نام توقیفی ہیں یعنی موقوف علی السماع ہوتے ہیں، سور کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام مبارک عام طور پر زبان سے ادا کرتے تھے) سے منقول ہیں سورۃ فاتحہ کے اور نام بھی ہیں مثلا الصلوٰۃ، سبع المثانی، الوافیہ، الکافیہ، ام القرآن، ام الکتاب، الاساس،

الشفا وغیرہ پھر حضرت نے اپنی پسندیدہ عربی زبان میں تشریح فرمائی جو بہت عام فہم تھی فرمایا نزلت اولا بمکة المکرمة واخر بمدینة المنورة پارہ ۲۶ سورۃ محمد کی آخری آیت: وان تتولو یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم، عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ یخصف نعله ویخبط ثوبه ویعمل فی بیته کما یعمل احدکم فی بیته وقالت کان بشرا من البشر یغلی ثوبه ویحلب نشاته ویخدم نفسه (کذا فی المشکوٰۃ)

اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کے لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے، اس آیت کے ذیل میں فرمایا کہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عجم کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا کام لیا۔

اخلاق وعادات

حضرت الاستاذ قدس سرہ کے اخلاق وعادات، بودوباش، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، بولنا سننا الغرض زندگی کے تمام اعمال وافعال اسوۂ نبوی علی صاحبھا الف الف تحیۃ وسلام کے سانچے اور قالب میں ڈھلے ہوئے تھے، بندہ فقیر جب آپ کے قول وفعل اور عملی زندگی کو یاد کرتا ہے تو ایسا محسوس کرتا ہے کہ آپ نے اسوۂ حسنہ کے آئینے کے سامنے بیٹھ کر سرتاپا اس کے مطابق اپنے آپکو سنوارا ہے آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے سادہ اور بے تکلف زندگی گذارتے تھے، درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ذریعہ معاش کیلئے خود اپنے کھیتوں میں زمینداری کیا کرتے تھے ایک دفعہ ہم کچھ طالبعلم ساتھی ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت اس وقت اپنے کھیت میں رہٹ سے آبپاشی کررہے تھے کام کاج کے لباس میں حضرت کو ملبوس دیکھ کر ہم ورطہ حیرت میں ڈوب گئے کہ یااللہ اپنے بڑے انسانی کسی سادہ اور بے تکلف زندگی گزار رہے ہیں، یقیناً یہ ہم جو چھوٹوں کیلئے ایک سبق آموز موقعہ تھا بلاشبہ حضرت الاستاذ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا عملی پیکر تھے، گھر کا کام کاج خود کرتے جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قالت کان بشرا من البشر، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) بھی عام انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑے کی جوئیں دیکھ لیتے تھے (یہ تعلیم امت کے لئے ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں ٹھہرنا محال تھا) اور بکری کا دودھ دوہتے تھے، اور اپنے ذاتی کام خود سرانجام فرماتے غرض یہ کہ ہمارے استاذ صاحب میں عجز وانکساری وتواضع کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی تھی، عجب وغرور تکبر وبڑائی سے کوسوں دور تھے مزاج میں فقر اور عاجزی تھی، بے تکلف شخصیت کے مالک تھے سادہ لباس استعمال کرتے تھے سفید عمامہ بالکل سادہ طریقے سے باندھتے ہر کسی سے توجہ اور محبت سے ملتے تھے خصوصا علمائے کرام کی بہت عزت فرماتے اور بڑے احترام سے پیش آتے ہمارے شیخینؒ شیخ الحدیث مولانا فضل الٰہی اور شیخ الحدیث مولانا شمس الہادیؒ کا اساتذہ جیسے احترام کرتے اور باقاعدگی سے بخاری شریف اور دستاربندی کے اجتماع میں تشریف لاتے اور مجلس کی حسن اور وقار دوبالا کرتے۔

خانقاہ شمسیہ سے عقیدت ومحبت

ایک دفعہ بیماری یا کسی اورعذر کی وجہ سے شاہ منصور نہ آسکے اور بندہ کے نام ایک محبت نامہ ارسال فرمایا ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ بندہ فقیر کو محبت اور شفقت بھرے کلمات سے نوازا آپ کا محبت نامہ بندہ کی زندگی کی ایک انمول متاع ہے جب بھی یادوں کے دریچوں میں جھانکتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ کہاں بندہ فقیر اور کہاں حضرت استاذ کی اتنی عزت افزائی یہ ان کا بڑا پن اور کرم نوازی تھی وہ مکتوب تلاش بسیار کے باوجود ہاتھ تو نہ آسکا خدا کرے کہ مل جائے ان شاء اللہ اگر مل گیا تو ''ماہنامہ الحق'' کے مدیر اعلی سے الحق میں شامل کرنے کی درخواست کروں گا ، بلاشبہ ایسے اکابر ہم چھوٹوں کیلئے سرمایہ حیات ہیں ہم ان کے قدموں میں بیٹھ کر دین ودنیا کے رموز سے آشنا ہوجاتے ہیں ان کی جدائی سے تو گویا جیسے ہمارے سروں سے سایہ اٹھ جاتا ہے اور ہم بے سروسامانی کے عالم میں فتنوں کی دھوپ میں اکیلے رہ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان اکابرین کی دعاوں کی برکت سے فرمانے کے فتنوں سے محفوظ رکھے امین ۔

حضرت الاستاذ کے ساتھ ایک سفر

حضرت الاستاذ کے ساتھ اکوڑہ خٹک سے دارالعلوم زکریا اسلام آباد تک مختصر مگر یادگار سفر کی یادیں اب بھی دل ودماغ میں تازہ ہیں ،اس سفر میں شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم دیر باباجی بھی شامل تھے بندہ فقیر اور مولانا محمد اویس بن مولانا عزیز الرحمان ہزاروی فاضل جامعہ دارالتفسیر والحدیث شاہ منصور خدام کے حیثیت سے ہمراہ سفر تھے ،دوران سفر حضرت الاستاد اکابر کے ارشادات اور اپنے ذاتی مشاہدات سے مستفید فرماتے رہے راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا ،تو حضرت نے باہر دیکھ کر فرمایا کہ یہاں کہیں ایک مسجد ہے ،اور مزاحا فرمایا وہ مسجد ہی بین السرکین ہے ،اسی مسجد میں حضرت امام نے قصر نماز پڑھی حضرت نے سلام پھیر کر فورا فرمایا کہ امام مسافر ہے مقیم حضرات اپنی نماز پوری فرمالیں دوبارہ سفر شروع کرتے ہی ہمارے شیخ الشیخ مولانا عبدالغفور عباسیؒ کا تذکرہ شروع ہوا فرمایا کہ حضرتؒ بہت شفقت فرماتے تھے،عظیم انسان تھے ،ایک دفعہ کراچی تشریف لائے تھے ،سولجر بازار کی مسجد غفوری میں رونق افروز تھے ،بے تحاشہ ہجوم کے باعث میں باہر سڑک پر کھڑا رہا ،اندر نجانے کیوں جھجک محسوس کررہا تھا کہ اسی وقت حضرت مدنیؒ باہر تشریف لائے اور جونہی مجھے دیکھا تو پشتو میں فرمایا کہ شیر علی شاہ'' چه شرمیگے نو دغه شان به بهر په سړك ولاړئی ''یعنی شیر علی شاہ جب اسی طرح شرماؤ گے تو باہر سڑک پر کھڑا رہنا ہوگا ،حضرت نے شرمانے کا لفظ کشفاً استعمال فرمایا۔

شاہ منصور سے روحانی اور قلبی تعلق

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ حضرت الاستاذ حضرات شیخین سے اپنے اساتذہ جیسے احترام سے ملتے تھے جب بھی موقع ملتا توان کی ملاقات کیلئے تشریف لاتے شاہ منصور کے دیگر علماء اور طلباء سے بھی ایک مضبوط رشتہ استوار تھا یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت الاستاذ نے ۶۰ ء کے عشرہ میں حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالہادی شاہ منصور بابا جی سے دورہ تفسیر پڑھا تھا، گذشتہ ۴، ۵ عشروں سے حضرت الاستاد شاہ منصور میں رمضان المبارک میں دورہ تفسیر کے اختتامی پروگرام، جامعہ دارالتفسیر والحدیث کے ختم بخاری کی سالانہ دستار بندی اور دیگر منعقدہ دینی محافل میں بلاناغہ شریک ہوتے رہے ہیں یہی وجہ تھی کہ آپ شاہ منصور کے دینی حلقوں کے ساتھ ساتھ عوام الناس میں بھی مقبول تھے، اور اہلیان شاہ منصور آپ کو اپنے گاوں کا ایک باشندہ تصور کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کی وفات پر جہاں شاہ منصور کے دینی حلقوں علماء وطلباء میں کہرام مچ گیا وہاں عوام الناس بھی یہ اندوہناک خبر سن کر حزن وملال کی تصویر بنے رہے جس کا بین ثبوت آپ کے جنازہ میں شاہ منصور کے علماء اور طلباء کے ساتھ ساتھ شاہ منصور کے عام لوگوں کی کثیر تعداد میں شرکت اپنی ہی گاوں کے ایک فرد کی طرح اپ کا سانحہ ارتحال اور شخصیت شاہ منصور کے حجروں اور نجی محافل میں زیر بحث رہا جس طرح حضرت الاستاذ کو شاہ منصور سے عقیدت اور محبت تھی اسی بات کے خوشگوار ردعمل میں شاہ منصور کے دینی حلقوں کا کہنا شاہ منصور کے عوام حضرت الاستاذ سے انتہائی محبت اور عقیدت رکھتے تھے بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں ورنہ ’’خدا بخشے بہت خوبیاں تھی مرنے والے میں‘‘۔

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں